Al-Azhār

Volume 10, Issue 01 (Jan-June, 2024)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/13

URL https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/529

Article DOI: https://zenodo.org/badge/ 10.5281/zenodo.13346130

Title The determination of contradictory narrators' arrations In the light of the science of jarh o tadeel

Author (s): Haq Nawaz

Received on: 26 January, 2024
Accepted on: 27 March, 2024
Published on: 25 June, 2024

Citation: Haq Nawaz, The determination of contradictory narrators' arrations In the light of the science of jarh o tadeel" Al-Azhār: vol.10 Issue No.1, (2024):138-161

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Islamic Research Index

INTERNATIONAL scientific indexing

DRJI

Masader

ALMANHAL

ASIAN Research Index

Crossref

EBSCO

Google Scholar

Click here for more

مختلف فیہ رواۃ کی مرویات کا حکم علمِ جرح وتعدیل کی روشنی میں

The determination of contradictory narrators' narrations In the light of the science of jarh o tadeel

*Haq Nawaz

Abstract

In accepting or rejecting a hadith, examining its Sanad (chain of transmission) is fundamental. Since the Sanad relies on narrators, a student of hadith must understand their ranks according to Jarh & Taadil (narrator criticism and evaluation). Knowing the ranks of controversial narrators is particularly delicate and challenging due to differences of opinion among the imams of Jarh & Taadil. These conflicts of opinions can arise for various reasons, and understanding them is crucial before passing judgment on a controversial narrator. Additionally, recognizing evidence of preference among conflicting opinions is vital.

By analyzing the opinions of the imams of Jarh & Taadil on certain controversial narrators, the following insights emerged:

- *Reconciliation or prioritization of conflicting opinions through evidence would be attempted.*
- *A controversial narrator's narration may be considered hassan li-zatihi (good in itself) under certain conditions, as mentioned by Ibn-ul-Qattan al-Fasi, Ibn-ul-Salah, and Imam al-Dhahabi, among others.*
- *The weakness of controversial narrators often stems from memory issues. However, if a narration is corroborated by multiple paths (tadaddud Asnad), it may reach the rank of sahih li-ghayrihi (authentic due to supporting narrations).*
- *If a controversial narrator is subjected to explained criticism (jarh mufassir), their narration is generally considered weak (daif).*

***Key words**:*

Controversial Narrators. Jarh & Taadil. Conflicting Opinions. Evidence or indications of priority.Hasan (Good).

…………………………………………..

**MS Research Scholar, Dept. of Quran &Sunnah, University of Karachi)*
haqnawaz70021@gmail.com

تعارف

علمِ حدیث شریعتِ اسلامیہ کا دوسرا اہم ترین ماخذ ہے، اس کی حفاظت کے لیے محققینِ حدیث نے حدیث کے بیان کرنے والے ایک ایک شخص کے حالات کو معلوم کیے، ان کی جانچ پڑتال کی، تاکہ عادل کی راویت کو قبول اور غیرِ عادل کو رد کیا جاسکے، چنانچہ حدیث کے بیان کرنے والے اشخاص کا یہ سلسلہ جو حدیث کے ابتدائی راوی سے لے کر جناب رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی تک پہنچتا ہے، سند کہلاتا ہے۔

حدیث کے قبول ورد میں سند کی جانچ پڑتال بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتی ہے۔ سند کی عمارت چونکہ رواۃ ورجال پر ہی قائم ہوتی ہے، اس لیے جرح وتعدیل کے اعتبار سے مراتبِ رواۃ کی معرفت بہت ضروری ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) نے رواۃ کے تین مراتب ذکر کیے ہیں: ثقہ، ضعیف اور مختلف فیہ۔[1] پہلے دو (ثقہ اور ضعیف) رواۃ کی راویات کا درجہ تو واضح ہے، لیکن مختلف فیہ رواۃ کی راویات کا درجہ واضح نہیں ہے، کیونکہ اس قسم کے رواۃ میں نقّادِ حدیث کے اقوال مختلف ہوتے ہیں۔ ایسا تو ہرگز نہیں کیا جاسکتا ہے کہ مختلف فیہ رواۃ کی مرویات کو رد کر دیا جائے یا ان کے متعلق حکم لگانے میں توقف اختیار کیا جائے، ورنہ ہزارہا احادیث کی تضعیف لازم آئے گی۔

منہج

اس مقالہ میں منہج بیانیہ اور تجزیاتی ہوگا کہ مختلف فیہ رواۃ سے متعلق ائمۂ جرح وتعدیل کے اقوال کا تجزیہ کیا جائے گا اور مثالوں سے اس کی وضاحت کی جائے گی۔

سابقہ کام کا جائزہ

ا۔ اس حوالے سب سے پہلی کتاب امام ابنِ حبان (م ۳۵۴ھ) کی کتاب "الفصل من النقلة" کے نام سے ہے، جس کا تذکرہ امام ابنِ حبان نے اپنی کتاب "الثقات"[2] میں "ابراہیم بن طہمان" کے تذکرے میں اور "کتاب المجروحین"[3] میں "داؤد بن الزبرقان" کے تذکرے میں "الفُصَّل من النقلة" کے نام سے ذکر کیا ہے، لیکن یہ کتاب مطبوع شکل میں موجود نہیں ہے۔

دکتور مبارک سیف ہاجری استاد التفسیر والحدیث جامعہ کویت نے اپنے مقالے "الرواۃ الذین ترجم لھم ابن حبان في المجروحین وأعادھم في الثقات" میں امام ابنِ حبان کی مذکورہ بالا دونوں کتابوں (الثقات اور المجروحین) کا تقابلی

مطالعہ کرنے کے بعد ایسے ۱۵۹ رواۃ کے احوال کو جمع کیا، جنہیں امام ابن حبان نے ’’الثقات‘‘ میں ثقہ قرار دیا اور ’’المجروحین‘‘ میں ان پر جرح کی۔

۲۔امام ابن شاہین(م ۳۸۵ھ) نے ’’المختلف فیہم‘‘ کے نام سے کتاب لکھی ہے، جس میں انہوں نے ۶۸ مختلف فیہ رواۃ کا تذکرہ کیا ہے۔اس کتاب کا ایک حصہ تاریخ جرجان للسھمی کے آخر میں شائع ہوا تھا جو بہر حال ناقص تھا پھر دکتور عبدالرحیم القشقری نے مراکش کے کتب خانہ مکتبۂ محمد بن یوسف سے مخطوطہ حاصل کیا اور تحقیق کے ساتھ مکتبہ الرشد، ریاض سے ۱۴۲۰ھ میں شائع کیا۔اُن کے خیال میں یہ اس کتاب کا مکمل نسخہ ہے، البتہ کچھ نقص تھا جس کو تاریخ جرجان کے ساتھ طبع شدہ نسخے سے ملا کر درست کیا گیا۔[4]

۳۔حافظ عبدالعظیم منذری(م ۶۵۶ھ) نے اپنی کتاب ’’الترغیب والترھیب‘‘ کے آخر میں صرف ان مختلف فیہ رواۃ کو جمع کیا ہے، جو ان کی مذکورہ کتاب میں ذکر ہوئے ہیں، جن کی تعداد تقریباً ۱۳۳ ہے۔حافظ منذری نے ان رواۃ کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر پیش نہیں کیا ہے، بلکہ صرف محدثین کرام کے اقوال نقل کرنے پر اکتفا کیا ہے۔

۴۔حافظ شمس الدین ذہبی (م ۷۴۸ھ) نے ’’من تکلم فیہ وھو موثق‘‘ لکھی ہے جس میں ۴۰۱ ایسے رواۃ کا تذکرہ ہے۔حافظ ذہبی فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں ان ثقہ رواۃ کا تذکرہ ہے ، جن پر بعض ائمہ جرح وتعدیل نے ایسا کلام فرمایا ہے جس کی وجہ سے ان راویات کو رد نہیں کیا جا سکتا ہے یا اس میں ایسے رواۃ کا ذکر ہے جن میں تھوڑا بہت ’’لین‘‘ (کمزوری) ہے،اس قسم کے رواۃ کی احادیث اگرچہ صحیح کے اعلی مرتبہ پر فائز نہیں ہوں گی، لیکن حسن سے کم درجہ بھی نہیں ہوں گی،البتہ اگر ایسے رواۃ کی مستنکر مرویات ہوں جن کی وجہ سے ان پر کلام کیا گیا ہو تو ان راویات کے بارے میں توقف کرنا مناسب ہے۔[5]

شیخ عبداللہ بن ضیف اللہ الرحیلی نے اس کتاب کے چار مخطوطات کا تقابل کرکے اس کو ’’ من تکلم فیہ وھو موثوق أو صالح الحدیث‘‘ کے نام سے ایک محقق انداز میں شائع کرا دیا۔ شیخ رحیلی کی ترقیم کے مطابق اس میں ۴۰۵ مختلف فیہ رواۃ کا تذکرہ ہے۔[6]

شیخ عمرو بن عبدالمنعم سلیم نے ’’تحریر احوال الرواۃ المختلف فیہم بما لا یوجب الرد‘‘ کے نام سے اس کی مختصر سی شرح بھی لکھی ہے، جس میں بعض مقامات پر حافظ ذہبی کی ترجیحات پر نقد بھی کیا ہے۔

۵۔ ڈاکٹر مصطفی ابو زید محمود درشوان،استاذ الحدیث کلیہ دارسات الاسلامیہ سوہاج مصر نے ’’الراوی المختلف فیہ

جرحاً وتعدیلاً"" کے عنوان سے عربی میں ایک تفصیلی آرٹیکل لکھا ہے۔انہوں نے اس آرٹیکل میں کچھ ایسے مباحث جو مختلف فیہ راوی کی مرویات کے حکم سے متعلق نہیں ہیں اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی تقریب میں مرتبۂ خامسہ کے رواۃ کی مرویات کو علی الاطلاق حسن کا درجہ دیا ہے،جو درحقیقت دکتور ولید عانی کا نقطہ نظر ہے، جس پر اختلاف کیا جاسکتا ہے۔

اہداف تحقیق

- مختلف فیہ راوی کی تعریف بیان کرنے کے بعد، مختلف فیہ راوی کے حکم میں ائمہ حدیث کے اقوال مختلف ہونے کی صورت میں کیالائحہ عمل ہوناچاہیے ؟اس کی وضاحت کی جائے گی۔
- مختلف فیہ رواۃ کی مرویات کا حکم بیان کیا جائے گا۔
- بطور مثال بعض مختلف فیہ رواۃ کے متعلق ائمہ جرح وتعدیل کا اختلاف تفصیلاً ذکر کیا جائے گا،راوی کا مختصر تعارف اور اس کے متعلق اقوالِ جرح وتعدیل نقل کرنے کے بعد ان کا جائزہ لیا گیا ہے اور طوالت کے خوف سے صرف تین راویوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

مختلف فیہ رواۃ کی تعریف

وہ راوی جن کی توثیق اور تضعیف میں نقّادِ حدیث کا اختلاف ہو،ایسے راوی ""مختلف فیہم"" کہلاتے ہیں۔[7]

دکتور عبدالغفور البلوشی نے ان الفاظ میں تعریف کی ہے:

""فالرواۃ المختلف فیھم ھم الذین اجتمع فیھم الجرح والتعدیل سواء من عدد من الأئمۃ أو من إمام واحد جرحہ مرۃ ووثقہ مرۃ""[8] ""وہ رواۃ جن کے بارے میں جرح وتعدیل دونوں پائی جائیں، چاہے کئی ائمہ نقّاد کی طرف سے ہوں یا ایک امام ناقد کی طرف سے کہ اس نے توثیق بھی کی ہو اور تضعیف بھی، ایسے رواۃ ""مختلف فیہ رواۃ"" کہلاتے ہیں۔""

مختلف فیہ راوی کے حکم میں ائمہ حدیث کے اقوال مختلف ہونے کی صورت میں لائحہ عمل

اگر کسی راوی کے بارے میں نقّادِ حدیث کے اقوال مختلف ہوں تو دیکھا جائے گا کہ جرح وتعدیل دونوں اقوال کو کسی طور پر جمع کرنا ممکن ہے یا نہیں،اگر جمع کرنا ممکن ہو اور شواہد بھی اس کے صحیح ہونے پر دلالت کرتے ہوں تو

جرح کو ایک حالت پر محمول کرکے اور تعدیل کو دوسری حالت پر محمول کرکے دونوں پر عمل کرنا واجب ہے اور اگر دونوں اقوال کو جمع کرنا ممکن نہ ہو تو کسی ایک قول کو دلیل کی بناء پر ترجیح دی جائے گی۔[9]

مثال سے وضاحت:

راوی قبیصہ السوائی کے بارے میں امام احمد (م ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں: ''کثیر الغلط ثقۃ لا باس بہ'' ''قبیصہ السوائی بہت غلطیاں کرتے ہیں، ثقہ ہیں ان میں کوئی حرج نہیں'' اور امام ابو حاتم (م ۲۷۷ھ) فرماتے ہیں: ''میں نے محدثین میں قبیصہ کے سوا کسی کو نہیں دیکھا جو حدیث کو اس طرح یاد کرتا ہو کہ اس میں ایک لفظ کی بھی تبدیلی نہیں کرتا''۔

یہاں امام احمد اور امام ابو حاتم کے اقوال میں تعارض ہے۔امام احمد کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ قبیصہ کا حافظہ کمزور ہے اور ان کے اوہام زیادہ ہیں اور امام ابو حاتم کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا حافظہ اس قدر قوی ہے کہ ایک لفظ کی بھی تبدیلی نہیں کرتے۔

ان دونوں اقوال کا جمع کرنا ممکن ہے، جیساکہ امام ابوداؤد (م ۲۷۵ھ) فرماتے ہیں کہ قبیصہ پہلے یاد نہیں کرتے تھے پھر انہوں بعد میں یاد کرنا شروع کیا۔ فضل بن سہل کہتے ہیں کہ قبیصہ سفیان ثوری کی راویات کو درساً زبانی سنایا کرتے تھے۔[10]

قرائنِ ترجیح

اگر کسی راوی کے بارے میں جرح و تعدیل دونوں اقوال کو جمع کرنا ممکن نہ ہو تو قرائن کی بنیاد پر ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دی جائے گی۔قرائن کی مختلف قسمیں ہیں:

۱۔ جرح مفسّر ہمیشہ تعدیل مبہم پر مقدم ہوگی، کیونکہ جرح کرنے والے کے پاس دلیل موجود ہے، البتہ اگر معدّل کہے کہ مجھے جرح کے بارے میں علم ہے، لیکن مجروح راوی توبہ کرچکا ہے تو اس صورت میں تعدیل کو جرحِ مفسّر پر ترجیح دی جائے گی اور اگر جرح کرنے والا ایک شخص ہو اور تعدیل کرنے والے زیادہ ہوں یعنی جمہور نے تعدیل کی ہو تو اس صورت میں تعدیل کو مقدم کیا جائے گا، اسی طرح اگر جرح کرنے والے نے ایسے سبب سے جرح کی ہو جو حقیقت میں سببِ جرح نہ ہو تو اس صورت میں تعدیل کو مقدم کیا جائے گا۔[11]

۲۔ اگر مذکورہ قرائن سے ترجیح ممکن نہ ہو تو اس ناقد امام کے قول کو مقدم کیا جائے جو راوی کو زیادہ جانتا ہو جیسے

شیخ کے ساتھ زیادہ عرصہ رہا ہے۔ مثلاً امام یحی بن سعید القطان (م۱۹۸ھ) نے محمد بن عمرو کو سہیل بن ابی صالح السمان پر اس وجہ سے ترجیح دی کہ وہ محمد بن عمرو کے ساتھ زیادہ عرصہ رہے تھے اور ان کو اچھی طرح جانتے تھے۔[12]

۳۔ائمہ جرح وتعدیل دیکھے جائیں کہ جرح کرنے والے متشدد تو نہیں ہیں اور توثیق کرنے والے متساہل تو نہیں ہیں، لہذا اگر جرح کرنے والے متشدد ہیں تو ان کی جرح قبول نہیں ہوگی، اسی طرح توثیق کرنے والے متساہل ہیں تو ان کی توثیق و تعدیل قبول نہیں ہوگی، اس صورت میں معتدلین کا قول لیا جائے گا، جیسے امام یحی بن سعید القطان، امام ابو حاتم رازی (م۲۷۷ھ) اور امام نسائی (م۳۰۳ھ) متشدد ہیں، لہذا ان کی جرح پر دوسرے محدثین کے اقوال دیکھے بغیر اکتفا نہیں کیا جاسکتا اور امام ابن حبان (م۳۵۴ھ)، امام حاکم (م۴۰۵) اور امام بیہقی (م۴۵۸ھ) متساہل ہیں، لہذا ان کی توثیق پر عمل کرنے میں احتیاط برتنی چاہیے۔[13]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اگر راوی کے بارے میں جرح اور تعدیل دونوں اقوال موجود ہوں اور ان میں سے کوئی ایک قول قرائنِ ترجیح کے بناء پر دوسرے پر غالب آجائے تو ہمیں اس قول کو لینا چاہیے اور اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ یعنی اگر تعدیل راجح ہو تو راوی ثقہ ہوگا اور اگر جرح راجح ہو تو راوی ضعیف ہوگا، لیکن اس صورت میں وہ راوی مختلف فیہ ہونے سے نکل جائے گا کیوں کہ اس کا حال واضح ہو چکا ہے؛ اب یا تو وہ ضعیف ہوگا یا ثقہ ہوگا۔

مختلف فیہ رواۃ کی مرویات کا حکم

مختلف فیہ رواۃ کی مرویات کو نہ تو صحیح کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی ضعیف کہا جاسکتا ہے، اس لیے ائمہ محدثین نے ایسے رواۃ کے بارے میں درمیانی راہ اختیار کرتے ہوئے ان کی راویات کو ''حسن لذاتہ'' قرار دیا ہے اور یہ بات حسن لذاتہ کی تعریف میں غور کرنے سے بھی واضح ہو جاتی ہے کہ مختلف فیہ رواۃ کی راویت کا درجہ حسن سے کم نہیں ہے۔ ذیل میں امام ابن القطان الفاسی (م۶۳۸ھ) کے حوالے سے حسن کی تعریف ذکر کرنے کے بعد مختلف فیہ رواۃ کی مرویات کے حکم کے بارے میں ائمہ محدثین کی آراء ذکر کریں گے۔

امام علی بن محمد أبو الحسن ابن القطان (م۶۲۸ھ) کی رائے

امام ابن القطان وہ پہلی شخصیت ہیں، جنہوں نے مختلف فیہ رواۃ کے مرویات کا حکم واضح کیا، انہوں نے حسن لذاتہ

کی تعریف میں اس کی وضاحت کی، چنانچہ وہ حسن کی تعریف یوں فرماتے ہیں:

" ونعني بالحسن، ماله من الحديث منزلة بين منزلتي الصحيح والضعيف، ويكون الحديث حسنا هكذا، إما بأن يكون أحد رواته مختلفا فيه؛ وثقه قوم وضعفه آخرون، ولا يكون ما ضعف به جرحا مفسّرا، فإنه إن كان مفسّرا، قدم على توثيق من وثقه، فصار به الحديث ضعيفا"[14] "ہم حسن سے مراد وہ حدیث لیتے ہیں جس کا درجہ صحیح اور ضعیف کے درمیان ہوتا ہے اور حدیث حسن اس طرح ہوتی ہے کہ یا تو اس کے رواۃ میں سے کوئی ایک مختلف فیہ ہو، جس کو کچھ لوگوں نے ثقہ قرار دیا ہو اور کچھ نے ضعیف اور جس سبب سے جرح کی ہے وہ جرح مفسّر نہ ہو، کیونکہ اگر جرح مفسّر ہوگی تو ثقہ قرار دینے والے کی توثیق پر اس کو مقدم کیا جائے گا اور جرح مفسّر کی وجہ سے حدیث ضعیف ہو جائے گی۔"

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ مختلف فیہ رواۃ کی راویت بھی حسن ہوگی، بشرطیکہ جرح مفسّر نہ ہو۔ ذیل میں چند مختلف فیہ رواۃ کا بطور مثال ذکر کیا جاتا ہے، جس سے مزید واضح ہو جاتا ہے کہ امام ابن القطان مختلف فیہ رواۃ کی مرویات کو حسن لذاتہ قرار دیتے ہیں۔

۱۔ سعد بن سعید ایک مختلف فیہ راوی ہیں، ان کے بارے میں امام احمد کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہیں، امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ مود (اس لفظ کے تلفظ میں اختلاف ہے بعض حضرات اس کو مخفف پڑھتے ہیں، اس صورت میں معنی ہالک (ہلاک ہونے والا) ہوگا اور بعض حضرات اس کو مشدد پڑھتے ہیں، اس صورت میں حسن الاداء (اچھی طرح سے ادائیگی کرنے والا) ہوگا۔)[15]

ان اقوال سے معلوم ہوا کہ سعد بن سعید مختلف فیہ راوی ہیں، ان کی راویت کے بارے میں امام ابن القطان لکھتے ہیں:

"والحديث من أجله - لو اتصل - فمختلف فيه، لا يقال فيه: صحيح، بل حسن"[16] "حدیث اگر متصل ہو تو سعد بن سعید کی وجہ سے مختلف فیہ ہے، اس کو صحیح نہیں کہا جا سکتا ہے، البتہ حسن ہے"۔

۲۔ عبد اللہ بن صالح ایک مختلف فیہ راوی ہیں، ان کے بارے میں امام ابو حاتم کہتے ہیں کہ جتنا میں ان کو جانتا ہوں وہ صدوق اور امین ہیں۔ امام ابو زرعہ کہتے ہیں کہ وہ میرے نزدیک قصداً جھوٹ بولنے والوں میں سے نہیں اور حسن الحدیث ہیں۔ امام صالح جزرہ کہتے ہیں کہ ابن معین ان کی توثیق کرتے ہیں، لیکن میرے نزدیک حدیث

میں جھوٹ بولتے ہیں۔امام نسائی کہتے ہیں کہ ثقہ نہیں ہے۔امام ابن المدینی کہتے ہیں کہ میں تو اس سے راویت نہیں کرتا۔[17]

ان اقوال سے معلوم ہوا کہ سعد بن سعید مختلف فیہ راوی ہیں،ان کی راویت کے بارے میں امام ابن القطان لکھتے ہیں:

''عبد الله بن صالح، أبو صالح كاتب الليث- هو الذي لأجله قال فيه: حسن-[فإنه] مختلف فيه''[18]''عبداللہ بن صالح،ابو صالح کاتبِ لیث ہی وہ راوی ہیں جن کی وجہ شیخ عبد الحق نے ''کتاب الاحکام''میں اس راویت کو حسن کہا، کیونکہ وہ مختلف فیہ راوی ہیں۔''

امام ابن القطان نے اپنی کتاب ''بیان الوھم والایھام فی کتاب الاحکام''میں تقریباً اٹھارہ مختلف فیہ رواۃ کا ذکر کرنے کے بعد ان کی مرویات کو''حسن''قرار دیا ہے۔[19]

علامہ ابن الصلاح(م ۶۴۳ھ) کی رائے

علامہ ابن الصلاح ''صحیح لغیرہ'' کی حقیقت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''إذا كان راوي الحديث متأخرا عن درجة أهل الحفظ والاتقان غير أنه من المشهورين بالصدق والستر وروي مع ذلك حديثه من غير وجه فقد اجتمعت له القوة من الجهتين وذلك يرقي حديثه من درجة الحسن إلى درجة الصحيح''[20]''حدیث کا راوی حافظ و متقن راویوں کے درجہ سے فروتر ہو؛ مگر صدق اور (عیوب کی) پوشیدگی میں معروف ہو(یعنی دیندار ہو)اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی حدیث دوسری سند سے بھی مروی ہو تو اس کے لیے دو جہتوں سے قوت جمع ہوگئی اور یہ قوت اس کی حدیث کو درجہ حسن سے درجہ صحیح تک پہونچادے گی''۔

علامہ ابن الصلاح ایک مثال سے اپنی بات کی وضاحت فرماتے ہیں:

''فمحمد بن عمرو بن علقمة من المشهورين بالصدق والصيانة،لكنه لم يكن من أهل الإتقان، حتى ضعفه بعضهم من جهة سوء حفظه، ووثقه بعضهم لصدقه وجلالته، فحديثه من هذه الجهة حسن. فلما انضم إلى ذلك كونه روي من أوجه أخر، زال بذلك ما كنا نخشاه عليه من جهة سوء حفظه، وانجبر به ذلك النقص اليسير، فصح هذا الإسناد والتحق بدرجة الصحيح،والله أعلم''[21]''چنانچہ محمد بن عمرو بن علقمہ سچائی اور امانت میں مشہور لوگوں میں سے ہیں؛ مگر(کامل

)ضبط واتقان والوں میں سے نہیں ہیں، یہاں تک کہ بعض لوگوں نے سوءِ حفظ کی وجہ سے ان کی تضعیف کی ہے اور بعض لوگوں نے ان کی سچائی اور بزرگی کی وجہ سے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، تواس جہت سے ان کی حدیث حسن ہے، پھر جب اس کے ساتھ حدیث کا دوسری سند سے مروی ہونا بھی شامل گیا؛ تواس کی وجہ سے سوء حفظ کی جہت سے ان کے متعلق جو ہمیں خطرہ تھا وہ ختم ہو گیا اور اس کی وجہ سے اس تھوڑے نقص کی تلافی ہو گئی؛ اس لیے یہ اسناد صحیح ہو گئی، یعنی صحیح کے درجہ کے حکم میں ہو گئی۔ واللہ اعلم۔"

علامہ ابن الصلاح نے اس عبارت میں "حسن لذاتہ" کا اصل معیار و مرتبہ متعین فرمایا ہے کہ مختلف فیہ راوی کی راویت "حسن لذاتہ" ہو گی اور تعددِ طرق اور متابعات وشواہد ملنے کی وجہ سے ایسے راوی کی راویت "صحیح لغیرہ" کے درجے تک پہنچ جائے گی۔ جیسے "محمد بن عمرو بن علقمہ" مختلف فیہ راوی ہیں اور ان کی راویت "لولا أن أشق علی أمتي لأمرتهم بالسواک عند کل صلاۃ" ترمذی میں ہے۔[22] حضرت ابوہریرہ ؓ سے اس کی متعدد سندیں ہیں، چنانچہ یہ حدیث حمید بن عبد الرحمن ، عبد الرحمن الاعرج اور سعید مقبری کے طریق سے بھی حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے۔[23] اسی طرح حضرت ابوہریرہ کے علاوہ متعدد صحابہ کرام ؓ مثلاً حضرت ابو بکر صدیق، حضرت علی، حضرت عائشہ، حضرت ابن عباس، حضرت حذیفہ، حضرت زید بن خالد، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابن عمر، حضرت امّ حبیبہ، حضرت ابوامامہ، حضرت ابوایوب، حضرت تمام بن عباس، حضرت عبداللہ بن حنظلہ، حضرت امّ سلمہ، حضرت واثلہ، حضرت ابوموسیٰ ؓ سے بھی یہ حدیث مروی ہے، لہذا تعددِ طرق کی بناء پر "محمد بن عمرو بن علقمہ" کی یہ راویت "حسن لذاتہ" سے "صحیح لغیرہ" کے درجے تک پہنچ جائے گی۔

حافظ منذری کی رائے

حافظ منذری نے "الترغیب والترہیب" کے آخر میں مختلف فیہ رواۃ کو الف بائی ترتیب میں ذکر کیا ہے۔ ان مختلف فیہ رواۃ کے بارے میں بسا اوقات اختصار سے جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کرتے ہیں اور کبھی ذکر نہیں بھی کرتے اور ان مختلف فیہ رواۃ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"فأقول إذا کان رواۃ إسناد الحدیث ثقات وفیھم من اختلف فیہ: إسنادہ حسن أو مستقیم أو لا بأس بہ ونحو ذلک حسبما یقتضیہ حال الإسناد والمتن وکثرۃ الشواھد"[24] "جب رواۃِ حدیث ثقہ ہوں اور ان میں مختلف فیہ رواۃ

بھی ہوں تو میں (منذری) ایسی حدیث کے بارے میں سند، متن اور کثرتِ شواہد کے تقاضے کے مطابق کہتا ہوں کہ اس کی سند حسن ہے یا درست ہے یا اس میں کوئی حرج نہیں وغیرہ۔"

ذیل میں حافظ منذری کی کتاب سے بطور مثال چند مختلف فیہ رواۃ کا ذکر کیا جاتا ہے، جس سے علامہ کی رائے مزید نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

۱۔ابن اسحاق (صاحب المغازی)

ابن اسحاق جن سے سیر و مغازی سے متعلق راویات کثرت سے مروی ہیں،اس وجہ سے ان کو" امام المغازی" کہا جاتا ہے،ان کے بارے میں نقّادِ حدیث کے اقوال مختلف ہیں۔امام یحی بن معین،امام نسائی اور امام دار قطنی نے ان پر جرح کی ہے اور امام احمد بن حنبل،امام علی بن المدینی اور امام شعبہ نے ان کی تعدیل کی ہے۔[25]

حافظ منذری ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"بالجملۃ فھو ممن اختلف فیہ، وھو حسن الحدیث"[26] "خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن اسحاق مختلف فیہ راوی ہیں اور وہ حسن الحدیث ہیں۔"

۲۔عاصم بن ابی النجود

ان کے بارے میں جرح و تعدیل دونوں اقوال ہیں،حافظ منذری ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:"وحدیثہ حسن" [27]"ان کی حدیث حسن ہے۔"

امام ذہبی کی رائے

امام ذہبی مختلف فیہ رواۃ کے بارے میں اپنی کتاب "من تکلم فیہ وھو موثق" کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

"فھذا فصل نافع في معرفۃ ثقات الرواۃ الذین تَکَلَّمَ فیھم بعض الأئمۃ بما لا یوجب رد أخبارھم، أو فیھم بعض اللین، وغیرھم أتقن منھم وأحفظ، فھؤلاء حدیثھم إن لم یکن في أعلی مراتب الصحیح فلا ینزل عن رتبۃ الحسن اللھم إلا أن یکون للرجل منھم أحادیث تستنکر علیہ، وھی التی تُکُلِّمَ فیہ من أجلھا، فینبغي التوقف في تلک الأحادیث"[28] "یہ ایک مفید فصل ہے جس میں ان ثقہ رواۃ کا تذکرہ ہے، جن پر بعض ائمہ جرح وتعدیل نے ایسا کلام فرمایا ہے، جس کی وجہ سے ان راویات کو رد نہیں کیا جا سکتا ہے یا اس میں ایسے رواۃ کا ذکر ہے جن میں

تھوڑا بہت ”لین“ (کمزوری) ہے،اس قسم کے رواۃ کی احادیث اگرچہ صحیح کے اعلی مرتبہ پر فائز نہیں ہوں گی، لیکن حسن سے کم درجہ بھی نہیں ہوں گی،البتہ اگر ایسے رواۃ کی مستنکر مرویات ہوں جن کی وجہ سے ان پر کلام کیا گیا ہو توان راویات کے بارے میں توقف کرنا مناسب ہے۔“

نیز حافظ ذہبی کا اسلوب یہ ہے کہ وہ کئی مقامات پر مختلف فیہ رواۃ کا تذکرہ فرماتے ہیں اور ایسے رواۃ کے بارے میں جرح وتعدیل کے اقوال نقل کرکے صراحت کرتے ہیں کہ مختلف فیہ رواۃ کی مرویات ”حسن“ درجہ کی ہیں، **مثلاً عبدالرحمن بن ابی الزناد مختلف فیہ راوی ہیں،** ان کے بارے میں حافظ ذہبی نقل کرتے ہیں کہ امام ابن معین،امام ابو حاتم اور امام نسائی نے ان کو ضعیف قرار دیا۔امام مالک (م۱۷۹ھ) کہتے ہیں کہ ثقہ ہے۔امام ابن عدی (م۳۶۵ھ) کہتے ہیں کہ ابن ابی الزناد ان لوگوں میں سے ہیں، جن سے احادیث نقل کی جائیں گی۔امام یحی بن معین کہتے ہیں کہ ہشام بن ابی الزناد سے نقل کرنے میں اثبت الناس ہے یعنی لوگوں سب سے زیادہ پختہ ہے۔[29]

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمن بن ابی الزناد مختلف فیہ راوی ہے۔ان کے بارے حافظ ذہبی جرح وتعدیل کا اختلاف نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

” وحدیثه من قبیل الحسن““ان کی احادیث حسن کی قبیل سے ہیں“۔اور دوسری جگہ فرماتے ہیں:” قلت: هو حسن الحدیث. وبعضهم یراه حجة“[30]”میں کہتا ہوں کہ عبدالرحمن بن ابی الزناد حسن الحدیث ہے اور بعض نے ان کو حجت خیال کیا ہے۔“

علامہ بدرالدین زرکشی (م۷۹۴ھ) کی رائے

علامہ بدرالدین زرکشی ”النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح“ میں حدیث حسن لذاتہ کی تعریف کی تشریح میں رقم طراز ہیں:

” وجدت بخط الإمام الحافظ أبي الحجاج یوسف بن محمد السالسي الحسن ماله من الحدیث منزلة بین منزلتي الصحیح والضعیف ویکون الحدیث حسنا هکذا إما بأن یکون أحد رواته مختلفا فیه وثقه قوم وضعفه آخرون ولا یکون ما ضعف به مفسّرا فإن کان مفسّر اقدم علی توثیق من وثقه فصار الحدیث ضعیفا“[31]” میں نے حافظ ابوالحجاج یوسف بن محمد السالسی کی یہ تحریر پڑھی کہ حسن وہ حدیث ہے، جس کا درجہ صحیح اور ضعیف کے درمیان ہو اور حدیث حسن

اس طرح ہوتی ہے، یاتواس کے رواۃ میں سے کوئی ایک مختلف فیہ ہو، جس کو کچھ لوگوں نے ثقہ قرار دیا ہواور کچھ نے ضعیف قرار دیا ہواور جس سبب سے جرح کی ہے وہ جرح مفسّر نہ ہو، کیونکہ اگر جرح مفسّر ہوگی تو ثقہ قرار دینے والے کی توثیق پراس کو مقدم کیا جائے گااوراس کی وجہ سے حدیث ضعیف ہوجائے گی۔"

اس تعریف سے واضح ہواکہ علامہ زرکشی بھی مختلف فیہ رواۃ کی مرویات کو حسن لذاتہ کادرجہ دیتے ہیں۔

حافظ شہاب الدین بوصیری(م ۸۴۰ھ) کی رائے

حافظ بوصیری نے سنن ابن ماجہ کے زوائد پر کتاب مصباح الزجاجۃ کے نام سے لکھی ہے،اس کتاب میں بہت سے مقامات پر مختلف فیہ رواۃ کی راویات کو حسن لذاتہ قرار دیتے ہیں،بطور مثال دوحوالے نقل کیے جاتے ہیں۔

۱۔ کثیر بن زید

کثیر بن زید مختلف فیہ راوی ہیں،امام بوصیری فرماتے ہیں:

"ھذا إسناد حسن کثیر بن زید مختلف فیہ"[32]"یہ اسناد حسن ہے،قزعہ بن سوید مختلف فیہ ہے۔"

۲۔قزعہ بن سوید

قزعہ بن سوید ایک مختلف فیہ راوی ہیں،[33]ان کے واسطے سے نقل کردہ راویت کے بارے میں حافظ بوصیری فرماتے ہیں:

"ھذا إسناد حسن قزعۃ بن سوید مختلف فیہ"[34]"یہ اسناد حسن ہے،قزعہ بن سوید مختلف فیہ ہے۔"

حافظ ابن حجر عسقلانی کی رائے

حافظ ابن حجر عسقلانی کی رائے بھی یہی ہے کہ مختلف فیہ رواۃ پر اگر جرح مفسّر نہیں ہے توان کی راویات حسن سے کم درجہ نہ ہوں گی اورانہوں نے اپنی کتب میں جابجااس کی تصریح کی ہے۔ صحیح بخاری کی جن احادیث پر کلام کیا گیاہے،ان کادفاع کرتے ہوئے ایک موقع پر فرماتے ہیں:

"إذا وجدنا لغیرہ في أحد منھم طعنا، فذلک الطعن مقابل لتعدیل ھذا الإمام، فلا یقبل إلا مبین السبب مفسّرا بقادح یقدح في عدالۃ ھذا الراوي وفي ضبطہ مطلقا، أو في ضبطہ لخبر بعینہ"[35]"جب امام بخاری کے علاوہ کسی اور نے رواۃ میں سے کسی پر طعن کیا ہو تو یہ طعن اس وقت تک قبول نہیں ہوگا،جب تک کوئی ایسا سبب بیان نہ کیا گیا ہو،جواس راوی کی عدالت،اس کے ضبط کو علی الاطلاق یا کسی متعین خبر کے حوالے سے عیب دار کرنے والا

ہو۔"

اس عبارت سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی مختلف فیہ رواۃ کی راویت کو حسن لذاتہ قرار دیتے ہیں، بشر طیکہ جرح مفسّر نہ ہو۔ حافظ ابن حجر نے "الامالی المطلقہ" میں حضرت عبداللہ بن عمر□ سے مروی راویت "ما بال أقوام يؤذو ننى في أهلي" کو حسن قرار دیا ہے اور اس کی وضاحت یوں فرمائی کہ "محمد بن ذکوان فمختلف فيه فحديثه حسن في الجملة لأنه لم يطعن فيه بقادح"[36] "محمد بن ذکوان مختلف فیہ ہے، ان کی حدیث فی الجملہ حسن ہے، کیونکہ ان پر جرح قادح نہیں کی گئی ہے۔"

محمد بن ذکوان ایک مختلف فیہ راوی ہیں، ان پر کی گئی جرح چونکہ مفسّر نہیں ہے، اس لیے وہ حافظ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک قابلِ قبول بھی نہیں ہے اور اس عبارت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ہر مختلف فیہ راوی کی راویت حسن لذاتہ درجہ کی نہیں ہو گی، بلکہ صرف اس راوی کی راویت حسن لذاتہ ہو گی جس پر جرح قادح اور مفسّر نہ کی گئی ہو۔

اس تفصیل سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

۱۔ مختلف فیہ رواۃ کی راویت صحیح سے کم درجہ ہو گی۔

۲۔ مختلف فیہ رواۃ کی راویات درج ذیل شرائط کے ساتھ درجۂ حسن لذاتہ کو پہنچ جائیں گی:

الف: کوئی ایسا قرینہ نہ ہو جو جرح وتعدیل میں سے کسی ایک کو ترجیح دیتا ہو جیسے کہ تعدیل کرنے والے ائمہ کی تعداد زیادہ ہو یا جرح غیر عادل نے کی ہو، یا جرح کا ایسا سبب بیان کیا گیا ہو جو جارح شمار نہ ہوتا ہو، یا اس کے علاوہ غیر معتبر اسباب طعن ذکر کیے گئے ہوں۔

ب: مختلف فیہ راوی کی راویات منکر نہ ہو، کیونکہ اسی سبب سے راویت پر طعن کیا جاتا ہے اور ان راویات کے بارے میں توقف کرنا مناسب ہے۔

ج: مختلف راوی سچائی اور دیانت میں مشہور ہو، کیونکہ اگر راوی متہم بالکذب ہو یا فحشِ خطاء کا مرتکب ہو تو اس راوی کی حدیث حسن درجے کی نہیں ہو گی، اگرچہ ایسے راوی کی توثیق کی گئی ہو۔

۳۔ مختلف فیہ راوی پر اگر جرح مفسّر کی گئی ہو تو اسی کو ترجیح دی جائے اور ایسے راوی کی راویت ضعیف ہو گی۔

۴۔ مختلف فیہ راوی کی راویت کو اگر تعددِ طرق کی وجہ تقویت مل جائے تو وہ صحیح لغیرہ کے درجے تک پہنچ جائے

گی۔

بطور مثال بعض مختلف فیہ رواۃ اور ائمہ محدثین کا اختلاف

ذیل میں ہم بطور مثال صرف دو رواۃ کے بارے میں ائمہ محدثین کے اختلاف کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔

ا۔ابو خالد مسلم بن خالد الزنجی

ابو خالد مسلم بن خالد الزنجی سن ۱۰۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور سن ۱۸۰ میں وفات پائی۔ان کی راویات مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، سنن کبریٰ للبیہقی وغیرہ میں موجود ہیں۔ان کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، بعض حضرات نے ان کی توثیق کی ہے اور بعض نے تضعیف کی ہے۔

مسلم بن خالد زنجی کی توثیق کرنے والے ائمہ جرح وتعدیل

حافظ ابن ابی خیثمہ (م ۲۷۹ھ) کہتے ہیں: مسلم بن خالد زنجی ثقہ ہے۔[37] امام یحی بن معین کہتے ہیں: مسلم بن خالد زنجی ثقہ ہیں۔[38] امام ابن حبان نے ان کا شمار ثقات میں کیا ہے۔[39] امام ابن عدی (م ۳۶۵ھ) فرماتے ہیں: حسن الحدیث ہیں، میں امید کرتا ہوں ان میں کوئی حرج نہیں۔[40]

مسلم بن خالد زنجی کی تضعیف کرنے والے ائمہ جرح وتعدیل

امام علی بن المدینی کہتے ہیں: ''منکر الحدیث ما کتبت عنہ وما کتبت عن رجل عنہ''[41] ''منکر الحدیث ہے، میں نے ان سے اور نہ ہی ان سے نقل کرنے والے سے راویت لکھی ہے۔'' اور ایک جگہ فرماتے ہیں: لیس بشیٔ یعنی کسی کھاتے میں نہیں۔امام ساجی فرماتے ہیں: ''کثیر الغلط'' ''ان سے غلطیاں زیادہ ہوتی ہیں''۔امام بخاری کہتے ہیں: منکر الحدیث۔امام ابو حاتم کہتے ہیں: لایحتج بہ یعنی قابل احتجاج نہیں۔[42] امام احمد ان کے بارے میں کہتے ہیں: کذا و کذا یعنی ان کی جرح کرتے ہیں۔امام نسائی کہتے ہیں کہ ضعیف ہے۔[43] امام ابن القطان فاسی کہتے ہیں: مسلم بن خالد زنجی فقہاء میں سے ہیں، اگرچہ بعض ائمہ نے ان کی توثیق کی ہے وہ حافظہ کے اعتبار سے کمزور ہیں''۔[44] امام ذہبی فرماتے ہیں: ''مسلم بن خالد الزنجی امام صدوق یھم وثقہ ابن معین وغیرہ''[45] ''مسلم بن خالد زنجی امام صدوق ہیں (البتہ) ان کو وہم ہوتا ہے۔ابن معین وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے۔'' حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ''صدوق کثیر الأوھام''[46] ''صدوق ہیں (البتہ) بہت زیادہ

وہم والے ہیں۔"

مسلم بن خالد زنجی کے بارے میں جرح وتعدیل کرنے والے ائمہ کرام کے اقوال کا جائزہ

مسلم بن خالد زنجی کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کا جائزہ لینے سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

- ❖ مسلم بن خالد زنجی مختلف فیہ راوی ہیں۔ان کی جرح کرنے والے زیادہ ہیں۔
- ❖ مسلم بن خالد زنجی کو جن ائمہ محدثین نے ثقہ قرار دیا ہے وہ شاید ان کے عابد وزاہد ہونے کی وجہ سے قرار دیا ہے۔
- ❖ مسلم بن خالد زنجی ضعیف ہیں اور قابل استدلال نہیں ہیں، کیونکہ ان پر ہونے والی جرح مفسّر ہے کہ وہ کثیر الاوھام، منکر الحدیث اور کثیر الغلط ہیں اور ضابطہ یہ ہے کہ جرح مفسّر کو تعدیل مبہم پر ترجیح حاصل ہوتی ہے، چنانچہ اس وجہ سے جرح مفسّر کو ترجیح دی جائے گی۔
- ❖ مسلم بن خالد زنجی کی احادیث اعتبار کے لیے لکھی جائیں گی،یعنی متابعت اور استشہاد کے کام آسکتی ہیں، تنہا اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا۔

۲۔اسامہ بن زید لیثی

اسامہ بن زید لیثی رواۃ کے ساتویں طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ان کی وفات ۱۵۳ ہجری میں ہوئی۔امام بخاری نے بطور استشہاد ان کی راویات نقل کی ہیں اور امام مسلم(م ۲۶۱ھ) نے بطور متابعات نقل کی ہیں۔سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، سنن دار قطنی اور مستدرک حاکم وغیرہ میں ان کی مرویات موجود ہیں۔ان کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، بعض حضرات نے ان کی توثیق کی ہے اور بعض نے تضعیف کی ہے۔

اسامہ بن زید لیثی کی توثیق کرنے والے ائمہ ٔجرح وتعدیل

امام یحی بن معین ان کے متعلق کہتے ہیں کہ اسامہ بن زید لیثی ثقہ ہیں۔امام ابن عدی کہتے ہیں: ان میں کوئی حرج نہیں۔امام احمد ابن ابی مریم نے یحی بن معین سے نقل کیا ہے کہ وہ ثقہ اور حجت ہیں۔[47]امام ابو یعلی موصلی(م ۳۰۷ھ) فرماتے ہیں کہ ثقۃ صالح یعنی اسامہ بن زید لیثی قابل اعتماد اور نیک ہیں۔عثمان

دارمی(م ۲۸۰ھ) کہتے ہیں: لیس بہ بأس[48] یہ لفظ توثیق کے لیے استعمال ہوتا ہے یعنی اسامہ بن زید لیثی ثقہ ہیں۔امام عجلی(م ۲۶۱ھ)ان کے متعلق کہتے ہیں: اسامہ بن زید لیثی ثقہ ہیں۔[49]امام ذہبی اسامہ بن زید لیثی کے متعلق فرماتے ہیں: صدوق، قوي الحديث ہیں،امام مسلم نے شواہد اور متابعات میں اسامہ بن زید سے ابن وہب کے واسطے سے نقل کردہ راویات ذکر کی ہیں اور ظاہر ہے کہ وہ(اسامہ بن زید لیثی)امام مسلم کے نزدیک ثقہ ہیں۔[50]حافظ ذہبی سیر اعلام النبلاء میں اسامہ بن زید لیثی کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''قلت: توفي سنة ثلاث وخمسين ومائة، وقد يرتقي حديثه إلى رتبة الحسن، استشهد به البخاري، وأخرج له مسلم في المتابعات''''میں کہتا ہوں کہ ان کی وفات ۱۵۳ میں ہوئی اور ان کی احادیث حسن کے درجے تک پہنچتی ہیں،امام بخاری نے ان کو بطور استشہاد ذکر کیا اور امام مسلم نے متابعات کے طور پر ان کی راویات نقل کیں۔[51]

اسامہ بن زید لیثی کی تضعیف کرنے والے ائمہ جرح وتعدیل

امام احمد بن حنبل اسامہ بن زید لیثی کے متعلق کہتے ہیں کہ یحی بن سعید قطان نے آخر میں ان سے راویات نقل کرنا ترک کردی تھیں۔عبداللہ بن امام احمد کہتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا:اسامہ بن زید نے نافع سے منکر راویات نقل کی ہیں۔میں نے عرض کیا کہ اسامہ تو حسن الحدیث ہیں۔اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا:(جب) تم ان کی احادیث میں غور وفکر کروگے تو تمہیں ان کی راویات میں نکارت معلوم ہوجائے گی۔[52]امام ابو حاتم کہتے ہیں: اس کی حدیث لکھی جائے گی ،لیکن اس سے استدلال نہیں کیا جائے گا۔[53]امام نسائی فرماتے ہیں: لیس بثقة یعنی اسامہ بن زید لیثی ثقہ نہیں۔[54]

اسامہ بن زید لیثی کے بارے میں حافظ ابن حجر عسقلانی کا کلام

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اسامہ بن زید اللیثی کے بارے میں مختلف مقامات پر مختلف تبصرے فرمائے ہیں۔کہیں یہ تبصرہ فرمایا ہے: ''أسامة بن زيد الليثي، مختلف فيه، وعلق له البخاري قليلا''[55]''اسامہ بن زید لیثی مختلف فیہ ہیں اور امام بخاری نے ان سے تعلیقاً راویت نقل کی ہے۔''

کہیں یہ تبصرہ فرمایا ہے: سيئ الحفظ[56]

کہیں یہ تبصرہ فرمایا ہے: فيه مقال[57]

موافقۃ الخبر الخبر میں یوں تبصرہ فرماتے ہیں: ''أسامة بن زيد، وهو مدني صدوق في حفظه شيء، وقد أخرج له مسلم استشهادا''، ''اسامہ بن زید صدوق ہیں (البتہ) ان کے حافظہ میں کچھ کمزوری ہے اور امام مسلم نے ان سے بطور استشہاد راویات نقل کی ہیں۔[58] تقریب التہذیب میں یوں تبصرہ فرماتے ہیں: صدوق یھم[59]

اسامہ بن زید لیثی کے بارے میں جرح وتعدیل کرنے والے ائمہ کرام کے اقوال کا جائزہ

اسامہ بن زید لیثی کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کا جائزہ لینے سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

- ❖ اسامہ بن زید لیثی مختلف فیہ راوی ہیں۔
- ❖ اسامہ بن زید لیثی صدوق ہیں، چنانچہ ان کی راویات متابعات اور شواہد کے طور پر قبول کی جائیں گی، لیکن جب متفرد ہوں گے تو ان کی راویات قابلِ قبول نہ ہوں گی۔
- ❖ سیئ الحفظ جرح کا ادنی مرتبہ ہے۔ حافظ ذہبی نے میزان الاعتدال کے مقدمے میں اور علامہ زین الدین عراقی (م ۸۰۶ھ) نے ''شرح التبصرہ'' میں اس کو ادنی مراتبِ جرح میں شمار کیا ہے۔[60][61]
- ❖ اسامہ بن زید لیثی پر جرح کا تعلق حافظہ کی کمزوری سے ہے اور وہ ادنی درجے کی جرح ہے، اس لیے ان کی راویات حسن لذاتہ درجے کی ہوں گی، خاص کر جب متابعت اور شواہد سے تائید مل جائے، بظاہر اسی وجہ سے امام ابن القطان فاسی[62]، امام ذہبی[63] اور حافظ ابن حجر عسقلانی[64] نے ان کی راویات کو حسن کا درجہ دیا۔

۳۔ محمد بن عجلان القرشی

محمد بن عجلان القرشی حافظ ابن حجر عسقلانی کے نزدیک رواۃ کے پانچویں طبقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی وفات ۱۴۸ ہجری میں ہوئی۔ امام ذہبی نے ''الکاشف'' میں تاریخِ وفات ۱۳۸ ہجری لکھی۔ امام مالک، شعبہ اور یحی بن سعید القطان وغیرہ نے ان سے راویات نقل کی ہیں۔ ان کی مرویات مسند احمد، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، سنن نسائی، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، المستدرک وغیرہ میں موجود ہیں۔۔ ان کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے، بعض حضرات نے ان کی توثیق کی ہے اور بعض نے تضعیف کی ہے۔

محمد بن عجلان القرشی کی توثیق کرنے والے ائمہ جرح وتعدیل

امام احمد نے ان کو "ثقہ" قرار دیا۔ امام ابو حاتم ان کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔ امام ابو زرعہ سے محمد بن عجلان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: " محمد بن عجلان من الثقات" "محمد بن عجلان ثقات میں سے ہیں"۔ [65] امام یحی بن معین سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک محمد بن عجلان زیادہ پسندیدہ ہے یا محمد بن عمرو۔ جواب میں انہوں نے فرمایا: سبحان اللہ! کیا کوئی اس میں شک کر سکتا ہے کہ محمد بن عجلان محمد بن عمرو سے زیادہ ثقہ ہیں۔ [66] یعقوب بن شیبہ کہتے ہیں: " صدوق وسط" [67] امام نسائی فرماتے ہیں: ابن عجلان ثقہ ہے۔ [68] امام عجلی کہتے ہیں: مدني ثقة۔ امام ساجی کہتے ہیں: " ھو من أهل الصدق، لم يحدث عنه مالک إلا يسيرا" "وہ راست گو لوگوں میں سے ہے اور امام مالک نے ان سے چند راویات نقل کی ہیں۔" امام ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن عجلان ثقہ اور عالم ہیں۔ [69]

امام نسائی نے نافع کے شاگروں کے دس طبقات ذکر کیے ہیں اور محمد بن عجلان کو نافع کے شاگردوں کے پانچویں طبقے میں شمار کیا ہے۔ [70] گویا انہوں نے محمد بن عجلان کو نافع کے شاگردوں کے درمیانی طبقے میں شمار کیا ہے، اس لیے محمد بن عجلان نافع سے جن راویات کے نقل کرنے میں متفرد ہوں، ان کو قبول نہیں کیا جائے گا۔

محمد بن عجلان القرشی کی تضعیف کرنے والے ائمہ جرح وتعدیل

امام عقیلی ان کے بارے میں فرماتے ہیں: "يضطرب في حديث نافع" [71] "ابن عجلان نافع کی حدیث میں مضطرب ہیں۔" ابو بکر بن خلاد کہتے ہیں کہ میں یحی بن سعید القطان کو یہ کہتے سنا: " كان ابن عجلان مضطرب الحديث في حديث نافع" [72] علامہ مغلطائی لکھتے ہیں کہ یحی بن سعید القطان کہتے ہیں کہ میں ابن عجلان کو یہ کہتے سنا: " كان سعيد المقبري يحدث عن أبيه عن أبي هريرة وعن رجل عن أبي هريرة فاختلطت علي فجعلتها عن أبي هريرة" "سعید المقبری اپنے والد سے اور وہ ابو ہریرہ ؓ سے راویت نقل کرتے ہیں اور عن رجل عن ابی ہریرہ ؓ راویت نقل کرتے ہیں، مجھے شبہ ہوا اور میں نے ساری راویات ابو ہریرہ ؓ کے واسطے سے نقل کیں۔" یعنی سعید المقبری ابو ہریرہ ؓ سے کبھی اپنے والد کے واسطے سے اور کبھی کسی آدمی کے واسطے راویت نقل کرتے تھے۔ ابن عجلان نے ان ساری راویات کو سعید المقبری سے حضرت ابو ہریرہ ؓ کے واسطے سے درمیان میں راوی کو حذف کر کے نقل کر دیا۔ [73] امام حاکم فرماتے ہیں کہ امام مسلم نے ان سے تیرہ احادیث نقل کی ہیں جو ساری کی ساری بطور شواہد نقل کی ہیں اور متاخرین ائمہ کرام نے سوء

حفظ کی وجہ سے ان پر کلام کیا ہے۔[74]

حافظ ذہبی محمد بن عجلان کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کا کلام نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: '' فحدیثہ إن لم یبلغ رتبۃ الصحیح، فلاینحط عن رتبۃ الحسن''[75]''چنانچہ محمد بن عجلان کی راویات اگرچہ صحیح کے درجے تک نہیں پہنچی لیکن وہ حسن کے درجے سے کم تر بھی نہیں ہیں۔''

حافظ ابن حجر عسقلانی نے تقریب میں ان کو رواۃ کے پانچویں طبقے میں شمار کیا ہے اور حافظ ابن حجر طبقۂ خامسہ میں بسا اوقات ان رواۃ کو ذکر کرتے ہیں جن کی راویات حسن لذاتہ درجے کی ہوتی ہیں۔حافظ ابن حجر نے محمد بن عجلان کو چونکہ طبقۂ خامسہ میں شمار کیا ہے،   [76]اسی وجہ سے حافظ ابن حجر نے ''نتائج الافکار''میں محمد بن عجلان کی راویات کو حسن کہا ہے۔[77]

حافظ سخاوی(م ۹۰۲ھ) محمد بن عجلان کے بارے میں تفصیلاً کلام نقل کرنے بعد لکھتے ہیں:''والحق أن حدیثہ من قبیل الحسن''[78]''حقیقت یہ ہے کہ ان کی راویت حسن درجے کی ہیں۔''

محمد بن عجلان کے بارے میں جرح وتعدیل کرنے والے ائمہ کرام کے اقوال کا جائزہ

محمد بن عجلان کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال کا جائزہ لینے سے درج ذیل امور سامنے آتے ہیں:

- ❖ محمد بن عجلان مختلف فیہ راوی ہیں۔
- ❖ محمد بن عجلان پر متاخرین ائمہ جرح وتعدیل نے سوءِ حفظ کی بناپر کلام کیا ہے۔
- ❖ محمد بن عجلان اگر سعید مقبری سے کسی راویت کے نقل کرنے میں متفرد ہو تو ان کے نقل کرنے میں توقف کیا جائے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ راویت ان راویات میں سے ہو، جن کے نقل کرنے میں محمد بن عجلان کو اختلاط ہوا،البتہ متابع اور شواہد مل جانے کی صورت میں ان راویات کو بیان کیا جاسکتا ہے۔
- ❖ محمد بن عجلان نافع سے نقل کرنے میں چونکہ مضطرب ہیں،اس لیے ان کی نافع سے راویات کو منفرد ہونے کی صورت میں قبول نہیں کیا جائے گا۔
- ❖ محمد بن عجلان کی نافع اور سعید مقبری کے علاوہ سے مرویات حسن درجے کی ہوں گی۔

نتائج

- مختلف فیہ راوی کے بارے میں جرح وتعدیل دونوں قسم کے اقوال کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا اور جمع

و تطبیق کی کوشش کی جائے گی۔

- مختلف فیہ رواۃ کی راویت صحیح سے کم درجہ ہو گی۔
- مختلف فیہ رواۃ کی راویات درج ذیل شرائط کے ساتھ درجۂ حسن لذاتہ کو پہنچ جائیں گی:

الف: کوئی ایسا قرینہ نہ ہو جو جرح و تعدیل میں سے کسی ایک کو ترجیح دیتا ہو جیسے کہ تعدیل کرنے والے ائمہ کی تعداد زیادہ ہو یا جرح غیر عادل نے کی ہو، یا جرح کا ایسا سبب بیان کیا گیا ہو جو جارح شمار نہ ہوتا ہو، یا اس کے علاوہ غیر معتبر اسباب طعن ذکر کیے گئے ہوں۔

ب: مختلف فیہ راوی کی راویات منکر نہ ہو، کیونکہ اسی سبب سے راویت پر طعن کیا جاتا ہے اور ان راویات کے بارے میں توقف کرنا مناسب ہے۔

ج: مختلف راوی سچائی اور دیانت میں مشہور ہو، کیونکہ اگر راوی متہم بالکذب ہو یا فحشِ خطاء کا مرتکب ہو تو اس راوی کی حدیث حسن درجے کی نہیں ہو گی، اگرچہ ایسے راوی کی توثیق کی گئی ہو۔

- مختلف فیہ راوی کی راویت کو اگر تعددِ طرق کی وجہ تقویت مل جائے تو وہ صحیح لغیرہ کے درجے تک پہنچ جائے گی۔
- ہر مختلف فیہ راوی کی راویت حسن درجہ کی نہیں ہو گی، بلکہ صرف اس راوی کی راویت حسن ہو گی جس پر جرح قادح اور مفسّر نہ کی گئی ہو، لیکن اگر اس پر جرح مفسّر کی گئی ہو تو اسی کو ترجیح دی جائے اور ایسے راوی کی راویت ضعیف ہو گی۔

سفارشات

- مختلف فیہ رواۃ کے بارے میں ضرورت اس امر کی ہے کہ جرح وتعدیل سے متعلق کتب میں ذکر کردہ ایسے رواۃ کے حالات، ان کے بارے میں جرح وتعدیل کا اختلاف، ایک ایک امام ناقد کے اقوال یکجا کیے جائیں۔
- ائمۂ جرح وتعدیل کے اقوال میں اختلاف کے اسباب کا جائزہ لینے کے بعد ان کا حکم واضح کیا جائے۔
- مختلف فیہ رواۃ کے متعلق لکھی جانے والی بنیادی کتاب ''المختلف فیھم لابن شاھین'' کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے اور اس کتاب میں درج قواعد وضوابط جمع کیے جائیں اور ساتھ ساتھ امام ابن شاہین کی کتاب پر استدراک لکھا جائے۔

مصادر و مراجع

[1] العسقلانی، ابن حجر (م ۸۵۲ھ) لسان المیزان (بیروت، دار البشائر الاسلامیہ ۲۰۰۲ھ) ج۹، ص ۵۰۴

[2] ابن حبان، ابو حاتم، محمد (م ۳۵۴ھ) کتاب الثقات (بیروت دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۹ھ) ج۳، ص ۱۹۲، الرقم ۱۱۵

[3] أیضاً، کتاب المجروحین (الریاض، دار الصمیعی، ۱۴۲۰ھ) ج۱، ص ۳۵۸، الرقم ۳۲۵

[4] أیضاً، ص ۱۰

[5] الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد (م ۷۴۸ھ) من تکلم فیہ وھو موثق (المدینۃ المنورہ، مکتبۃ ملک فہد ۱۴۲۵ھ) ص ۵۵

[6] أیضاً: دیکھیے: مقدمہ کتاب مذکورہ بالا، ص ۱۵

[7] القشقری، عبدالرحیم بن محمد، مقدمۃ المختلف فیھم لابن شاھین (الریاض، مکتبۃ الرشد، ۱۴۲۰ھ) ص ۸

[8] البلوشی، عبدالغفور، علم التخریج ودورہ فی خدمۃ السنۃ النبویۃ (المدینۃ المنورۃ، مجمع ملک فہد، س ن) ص ۱۱۹

[9] البلوشی، عبدالغفور، علم التخریج ودورہ فی خدمۃ السنۃ النبویۃ، ص ۱۱۹

[10] العسقلانی، ابن حجر (م ۸۵۲ھ) ھدی الساری (مصر، المکتبۃ السلفیۃ ۱۳۸۰ھ) ص ۴۳۶

[11] تفصیل کے لیے دیکھیے: التأسیس فی فن دراسۃ الاسانید لعمر ایمان

[12] الحنبلی، ابن رجب (م ۷۹۵ھ) شرح علل الترمذی (اردن، مکتبۃ المنار ۱۴۰۷ھ) ج۱ ص ۴۰۸

[13] تفصیل کے لیے دیکھیے۔ (ضوابط الجرح والتعدیل لعبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم، التأسیس فی فن دراسۃ الاسانید لعمر ایمان)

[14] الفاسی، ابن القطان، علی بن محمد (م ۶۲۸ھ) بیان الوھم والایھام فی کتاب الاحکام (الریاض، دار طیبۃ، ۱۴۱۸ھ) ج۴ ص ۱۳

[15] الذہبی، شمس الدین، محمد بن احمد (م ۷۴۸ھ) میزان الاعتدال (دمشق، دار الرسالۃ العالمیۃ ۱۴۱۴۰ھ) ج۲ ص ۱۱۳- ۱۱۴، الرقم ۲۹۶۵

[16] الفاسی، ابن القطان، بیان الوھم والایھام فی کتاب الاحکام، ج۳ ص ۳۴

[17] الذہبی، میزان الاعتدال، ج۲ ص ۳۹۴-۳۹۵، الرقم ۴۱۷۰

[18] الفاسی، ابن القطان، بیان الوھم والایھام فی کتاب الاحکام، ج۳ ص ۵۰۵

[19] ہر راوی کی تفصیل کے لیے ترتیب وار دیکھیے: (بیان الوھم، ج۳ ص ۴۲۳، ج۳ ص ۴۴۱، ج۳ ص ۵۰۵، ج۴ ص ۸۹، ج۴ ص ۹۷، ج۴ ص ۱۱۲، ج۴، ص ۱۴۴، ج۴، ص ۱۴۴، ج۴ ص ۱۴۶، ج۴ ص ۱۸۷، ج۴ ص ۲۱۲، ج۴ ص ۳۷۸، ج۴، ص ۴۲۰، ج۴ ص ۶۳۶، ج۵ ص ۱۶۲، ج۵ ص ۳۷۷، ج۵ ص ۶۵۳)

[20] ابن الصلاح، عثمان بن عبدالرحمن (م ۶۴۳ھ) مقدمۃ ابن الصلاح (بیروت، دار الفکر المعاصر ۱۴۰۶ھ) ص: ۳۴

[21]أیضاً: ۳۵

[22] الترمذی، محمد بن عیسیٰ(م ۲۷۹ھ)السنن (بیروت، دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۶ء)ج ۱ص ۳۷، الرقم ۲۲

[23] دیکھیے: (خلیل، محمود محمد، المسند الجامع (الکویت، دار الجیل، ۱۴۱۳ھ)ج ۱۶، ص ۵۳۳، الرقم ۱۲۷۴۷)

[24]المنذری، عبد العظیم (م ۶۵۶ھ)الترغیب والترہیب (مصر، مکتبۃ مصطفیٰ البابی ۱۳۸۸ھ)ج ۱ص ۳۷

[25]الذہبی، میزان الاعتدال ج ۴ص ۱۴۶الرقم ۶۸۰۲

[26]المنذری، الترغیب والترہیب، ج ۴ص ۵۷۷

[27]المنذری، الترغیب والترہیب، ج ۴ص ۵۷۲

[28] الذہبی، شمس الدین محمد بن احمد (م ۷۴۸ھ) من تکلم فیہ وھو موثق، ص ۵۵

[29] الذہبی، شمس الدین، میزان الاعتدال، ج ۲ص ۵۰۷، الرقم ۴۶۵۹

[30] الذہبی، شمس الدین، سیر اعلام النبلاء (القاہرہ، دار الحدیث ۱۴۲۷ھ)ج ۷ص ۲۲۳الرقم ۱۱۸۶

[31]الزرکشی، بدر الدین، محمد بن عبد اللہ (م ۷۹۴ھ)النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح (بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۵ھ)ص ۱۰۰

[32]البوصیری،، شہاب الدین، احمد بن ابی بکر (م ۸۴۰ھ) مصباح الزجاجۃ (بیروت، دار العربیۃ ۱۴۰۳ھ)ج ۲ص ۲۲، الرقم ۵۱۷

[33]الذہبی، الکاشف (جدہ، دار القبلۃ ۱۴۱۳ھ)ج ۲ص ۱۳۷، الرقم ۴۵۷۷

[34]البوصیری، مصباح الزجاجۃ، ج ۲ص ۲۳، الرقم ۵۲۱

[35]العسقلانی، ابن حجر، ھدی الساری، ص ۳۸۷

[36]العسقلانی، ابن حجر، الامالی المطلقۃ (بیروت، المکتب الاسلامی ۱۴۱۶ھ)ص ۶۹، الرقم ۸۹

[37]ابن ابی خیثمہ ابو بکر، احمد (م ۲۷۹ھ) أخبار المکیین من کتاب التاریخ الکبیر (الریاض، دار الوطن ۱۴۱۸ھ)ص ۲۷۸، الرقم ۹۱

[38]ابن معین، یحی (م ۲۳۳ھ)التاریخ بروایۃ الدوری (مکۃ المکرمۃ، مرکز البحث العلمی ۱۳۹۹ھ)ج ۱ص ۶۰الرقم ۲۲۷

[39]ابن حبان، کتاب الثقات، ج ۴ص ۲۸۰الرقم ۴۳۹۸

[40]ابن عدی، ابو احمد (م ۳۶۵ھ)الکامل فی ضعفاء الرجال (بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۸ھ)ج ۸ص ۱۱، الرقم ۱۷۹۷

[41]أیضاً: ج ۸ص ۷

[42]الذہبی، میزان الاعتدال، ج ۴ص ۳۲۳

[43]ابن عدی، الکامل، ج ۸، ص ۷

[44]ابن عدی، الکامل، ج ۸، ص ۷

[45]الفاسی، ابن القطان، بیان الوھم والایھام فی کتاب الاحکام، ج ۳ص ۱۳۲

[46]العسقلانی، ابن حجر، تقریب التہذیب (سوریا، دار الرشید ۱۴۰۶ھ) ص ۵۲۹ الرقم ۶۶۲۵

[47]الذہبی، میزان الاعتدال، ج ۴ ص ۱۸۵

[48]العسقلانی، ابن حجر، تھذیب التہذیب (دبی، جمعیۃ دار البر ۱۴۴۳ھ) ج ا ص ۵۵۲، الرقم ۳۴۷

[49]العجلی، ابو الحسن، احمد بن عبداللہ (م ۲۶۱ھ) معرفۃ الثقات (المدینۃ المنورۃ، مکتبۃ الدار ۱۴۰۵ھ) ج ا ص ۲۱۶، الرقم ۶۱

[50]الذہبی، من تکلم فیہ وھو موثق، ص ۹۴، الرقم ۲۶

[51]الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۶ ص ۴۲۰، الرقم ۹۷۶

[52]الرازی، ابن ابی حاتم، ابو محمد عبدالرحمن (م ۳۲۷ھ) الجرح والتعدیل (بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۸ھ) ج ۲، ص ۲۱۱، الرقم ۱۰۳۱

[53]الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۶ ص ۴۲۰، الرقم ۹۷۶

[54]النسائی، احمد بن شعیب (م ۳۰۳ھ) الضعفاء والمتروکون (حلب، دار الوعی ۱۳۹۶ھ) ص ۱۹، الرقم ۵۱

[55]العسقلانی، ابن حجر، ھدی الساری، ص ۴۵۶

[56]العسقلانی، ابن حجر، فتح الباری (مصر، المکتبۃ السلفیۃ ۱۳۸۰ھ) ج ۳ ص ۲۱۰

[57]العسقلانی، ابن حجر، فتح الباری، ج ۹ ص ۴۱۱

[58]العسقلانی، ابن حجر، موافقۃ الخبر الخبر (ریاض، مکتبۃ الرشد ۱۴۱۴ھ) ج ا ص ۱۸۳

[59]العسقلانی، ابن حجر، تقریب التہذیب، ص ۹۸، الرقم ۳۱۷

[60]الذہبی، میزان الاعتدال، ج ا ص ۴۸

[61]العراقی، زین الدین، عبدالرحیم بن الحسین (م ۸۰۶ھ) شرح التبصرۃ (بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۱۴۲۳ھ) ج ا ص ۳۷۸

[62]الفاسی، ابن القطان، بیان الوھم والایھام فی کتاب الاحکام، ج ۲ ص ۴۴۴، ج ۳ ص ۲۷، ج ۴ ص ۴۲۰

[63]الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ۶ ص ۴۲۰، الرقم ۹۷۶

[64]العسقلانی، ابن حجر، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ (بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۵ھ) ج ۷ ص ۳۴۹

[65]الرازی، ابن ابی حاتم، الجرح والتعدیل، ج ۸، ص ۶۰، الرقم ۲۲۸/۱۳۵۳۵

[66]ابن معین، التاریخ بروایۃ الدوری، ج ۳ ص ۲۲۵، الرقم: ۱۰۵۳

[67]الذہبی، تذھیب التہذیب (القاہرہ، الفاروق الحدیثۃ للطباعۃ والنشر ۱۴۲۵ھ) ج ۸، ص ۲۱۶

[68]النسائی، محمد بن شعیب (م ۳۰۳ھ) عمل الیوم واللیلۃ (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ ۱۴۰۶ھ) ص ۱۷۹، الرقم: ۹۲

[69]ابن حجر، تھذیب التہذیب، ج ۱۲، ص ۱۱۲، الرقم: ۶۵۱۵

[70]النسائی، الطبقات (اردن، مکتبۃ المنار ۱۴۰۸ھ) ص: ۵۳

[71]أیضاً

[72]الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ٦، ص ۴۰۵، الرقم: ۹٦٦

[73]مغلطائی، علاؤالدین، بن قلیج (م ۷٦۲ھ) اکمال تھذیب الکمال (القاہرہ، الفاروق الحدیثیۃ للطباعۃ والنشر ۱۴۲۲ھ) ج ۱۰، ص ۲۷۱، الرقم: ۴۲۰٦

[74]الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ٦، ص ۴۰۵

[75]الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ج ٦، ص ۴۰٦

[76]دکتور ولید عانی نے یہ دعوی کیا ہے کہ حافظ جن رواۃ کو طبقۂ خامسہ میں ذکر کرتے ہیں، ان کی روایات علی الاطلاق حسن درجے کی ہوں گی۔ دارالعلوم دیوبند کے شعبۂ تخصص فی الحدیث کے استاذ مولانا عبداللہ معروفی نے دکتور ولید عانی کے اس نقطۂ نظر کو درست قرار دیا، لیکن مولانا عبدالمالک کی زیرِ نگرانی ان کے شاگرد مولانا سعید احمد بن غیاث نے ''التعقیب الممجد'' کے نام سے نقد لکھا ہے، جس میں دلائل سے دکتور ولید عانی کے اس نقطۂ نظر کو غلط ثابت کیا اور یہ واضح کیا کہ طبقۂ خامسہ کے رواۃ کی روایات کو علی الاطلاق حسن کا درجہ دینا درست نہیں ہے۔

[77]ابن حجر، نتائج الافکار (بیروت، دار ابن کثیر ۱۴۲۹ھ) ج ۲، ص ۱۱۳

[78]السخاوی، شمس الدین (م ۹۰۲ھ) التحفۃ اللطیفۃ (بیروت، دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۴ھ) ج ۲ ص ۵۳۸، الرقم ۳۹۸۷